بو الٰہی وسلم دائماً ابداً　　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

اسا ذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است　　　خم و خمخانہ با مہر و نشان است

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اما بعد: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ، رواہ مسلم۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهٗ، فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، متفق علیہ۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ وَفِیْ رِوَایَةٍ اِلَّا شَرِکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ

اللّٰہِ وَھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ قَالَ وَھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ حَبَسَھُمُ الْعُذْرُ" رواہ البخاری و رواہ مسلم عن جابرؓ[1]

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرا کہ اُس نے نہ جہاد کیا اور نہ کبھی اس کے جی میں جہاد کرنے کا خیال آیا تو وہ ایک قسم کے نفاق پر مرا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہو کر کہنے لگے (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتلایئے کہ) ایک شخص (دُشمن سے) لڑتا ہے مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے، ایک شخص لڑتا ہے اپنی شہرت اور اپنے چرچے کے لیے اور ایک شخص لڑتا ہے اپنی دھاک بٹھانے کے لیے تو اُن میں سے اللہ کے راستہ میں کس کی شرکت ہُوئی؟ آپ نے فرمایا جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہو تاکہ اللہ کا کلمہ ہی بلند رہے تو یہ شرکت اللہ کے راستہ میں ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آتے ہُوئے جب مدینہ طیّبہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا مدینہ طیّبہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جس قدر بھی تم چلے ہو اور جو وادی بھی تم نے قطع کی ہے، وہ تمہارے ساتھ رہے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک رہے ہیں۔ صحابہ کرام عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو مدینہ طیّبہ میں تھے (جہاد میں شریک ہی نہیں ہُوئے) آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ تھے تو مدینہ طیّبہ ہی میں لیکن اُن کو کسی عذر نے جہاد میں جانے سے روک دیا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد پر بڑا زور دیا ہے اور مُسلمان کے لیے اس میں جو ثواب بتلایا ہے وہ بہت زیادہ ہے (آپ نے) ثواب بتلا کر ترغیب بھی دی، اور اسے ایمان کی کسوٹی بنا دیا۔

ارشاد فرمایا کہ جو آدمی ایسا ہو کہ کبھی اس کے دل میں خیال نہ آیا ہو کہ میں جہاد فی سبیل اللہ کروں، یہ خیال ہی کبھی نہیں آیا، نہ کبھی جہاد کیا نہ دِل میں خیال آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آدمی ناقص الایمان ہے۔ یہ مکمّل ایمان والا ہے ہی نہیں۔ مَاتَ

---

[1] مشکوٰۃ ص: ۳۳۱،

عَلٰی شُعْبَۃٍ مِّنْ نِّفَاقٍ۔ نفاق کی ایک قسم ہے اُس کے اندر اگر وہ اسی طرح رہا، وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِہٖ نَفْسَہٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِّنْ نِّفَاقٍ، تو اس کی موت جو ہو گی وہ گویا ایک قسم کے نفاق کی حالت میں ہو گی،

جہاد کیا ہے؟

اور جہاد ہے کیا؟ جہاد کا مطلب محض لڑنا نہیں ہے بلکہ کسی خاص غرض سے جہاد ہوتا ہے۔

ایک شخص نے آکر دریافت کیا کہ ایک آدمی لڑتا ہے اور نیّت اُس کی یہ ہے کہ مجھے مالِ غنیمت ملے۔ ایک اور آدمی ہے اسکی (نیت) یہ ہوتی ہے کہ میرا چرچا ہو، بہت عمدہ میدانِ جنگ کا نقشہ بنانا جانتا ہے لڑنا جانتا ہے مشہور ہو جائے یہ اُس کے دل میں خواہش ہے، وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُہٗ، کوئی ایسے بھی ہوتا ہے کہ اس کا یہ مقصد بھی نہیں اور وہ مقصد بھی نہیں، وہاں چلا گیا اور اَب وہ پیچھے نہیں ہٹتا اور اپنا درجہ کہ میں کس درجے میں لڑ سکتا ہوں کتنا بہادر ہوں کتنا قوی ہوں۔ اس لیے وہ دکھانا چاہتا ہے اپنے آپ کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ یہ آدمی جو اپنی بہادری دکھا رہا ہے اور وہ آدمی جس کا منشا ہے کہ میں چاہے رہوں یا مارا جاؤں میرا نام تو ہو جائے گا۔ چرچا تو ہو گا اور وہ آدمی جو مالِ غنیمت کے لیے لڑ رہا ہے کہ لڑیں گے جیتیں گے، مال حاصل ہو گا، حصّہ ملے گا، کوئی بھی ان میں سے خُدا کی راہ میں نہیں، اس نے پُوچھا فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ان میں سے کون خدا کی راہ میں لڑ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا حقیقی مجاہد وہ ہے مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، اللہ کے دین کو بلندی نصیب ہو، وہ ہے (مجاہد) فی سبیل اللہ۔

اور یہ نیت رکھنی اور دل میں حسرت ہونی اور تمنّا ہونی اور (پھر جہاد میں) نہ جاسکنا اس میں کوئی اجر ہے؟ جیسے کہ اگر کسی آدمی کے دل میں خیال ہی نہیں کہ مَیں جہاد کروں اور اُس کے بارے میں آپ نے فرمایا مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِّنْ نِّفَاقٍ تو کیا جو آدمی جا نہ سکتا ہو اور جی اُس کا چاہتا ہو۔ اس کے لیے کوئی اجر ہے؟ تو حضرت انس رضؓ اس کے راوی ہیں کہ ایک دفعہ ہم راستے میں آرہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مدینہ میں ایسے لوگ ہیں اِنَّ بِالْمَدِیْنَۃِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ۔ جہاں بھی تم چل رہے ہو

یا وادی قطع کر رہے ہو، راستہ طے کر رہے ہو۔ جہاں بھی پہنچ گئے ہو تم کو کہیں وہ لوگ مدینہ میں مگر تمہارے ساتھ ہیں اور یہ بھی آیا ہے اِلَّا شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ وہ اَجر میں تمہارے ساتھ شریک ہوں گے قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ ، اجر میں بھی شریک ہیں (حالانکہ) وہ یہاں آئے بھی نہیں۔ مدینہ ہی میں ہیں ارشاد فرمایا قَالَ وَھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ ہاں مدینے میں ہیں وہ، اور اجر مل رہا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے حَبَسَھُمُ الْعُذْرُ کہ وہ معذور ہیں، کوئی وجہ ہوگی، پریشانی ہے، کوئی بیماری ہے جی چاہتا ہے، نہیں جا سکتا جی چاہتا ہے سواری کا انتظام نہیں خرچے کا انتظام نہیں جی اس کا چاہتا ہے تو ارشاد فرمایا کہ وہ بھی تمہارے ساتھ ہی ہے اور ان کو بھی ثواب اسی طرح مل رہا ہے جیسے کہ تم حاصل کر رہے ہو۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جیسے اس شخص کے بارے میں بتلایا کہ جو کبھی جہاد کا خیال نہیں کرتا کہ وہ بہت غلط راہ پر ہے اس طرح اس کو بھی بتایا کہ یہ ثواب میں شریک ہے کیونکہ اس کے دل میں یہ ہے کہ ایسے کروں، ایسے کروں۔ مجبور ہے کہ وہ نہیں کر سکتا۔ ایسی مجبوری کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ ہر آدمی کو جہاد کے لیے تیار رہنا چاہیے اور جہاد کرنا چاہیے اور یہ ایک فرض تھا اور فرض ہے ایسا کہ جب اس کام میں اُمّت لگے گی تو غلبہ حاصل کرے گی اس قسم کا فرض ہے کہ جب اس کام میں اُمّت لگتی ہے تو وہ کامیاب ہوتی ہے جہاں ایسا موقع ہو اور جہاں ایسی چیز ہو وہاں اُن کو اللہ تعالیٰ کامیابی بخشے گا آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ تمام چیزیں بتلا دی ہیں اور فرض بتا دیئے ہیں نیّتیں بتا دی ہیں کس طرح اور کیسے کام کرنا چاہیے وہ بتا دیا ہے۔

جہاد ایک جان دینے کا سودا ہے، یا بچی یا گئی جو بھی صورت ہو مگر یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ایسا اجر رکھ دیا ہے رہی نیّت تو نیّت بتلا دی کہ صحیح ہونی چاہیئے اتنا بڑا کام ہے آخر اس کی کوئی نیّت بھی تو بتائی ہے اور وہ جو نیّت بتلائی ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ یہ ہے۔

یہ بھی ہے اس میں کہ اگر کوئی آدمی نہیں جا سکا اور دوسرے ساتھی گئے تو اُن کے گھر والوں کی دیکھ بھال کرنا اور بخیر یعنی بُری نیت سے نہ ہو بِخَیْرٍ اسی نیّت سے ہو کہ اللہ راضی ہو جائے۔ باقی کوئی اور نیّت نہ ہو۔ مَنْ جَھَّزَ غَازِیًا خود نہیں جا سکا، مگر اُس نے سفر کا سامان کر دیا یہ بھی ایک شکل ہے جہاد کی تو ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو بھی ثواب ملے گا، لیکن اگر کسی نے نہ یہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اذان کی آواز سُنی تو وہ دوڑے آئے۔ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یہی کلمات خواب[1] میں میں نے بھی سُنے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[2]

فللّٰہ الحمد فذٰلک اثبت[3]۔ الحمد للہ۔ اس سے اور زیادہ ثبوت مل گیا۔

❁*❁

بقیہ : درسِ حدیث

کیا نہ یہ کیا تو اَصَابَہُ اللّٰہُ بِقَارِعَۃٍ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ تو قیامت سے پہلے اس کو اللہ تعالیٰ کسی مصیبت میں شدید مصیبت میں گرفتار فرمائیں گے تو یہ جہاد ایسی چیز ہے کہ دین کے پھیلنے کا ایک ذریعہ ہے اور اس میں ہونا یہی ہے کہ اللہ کا دین پھیلانے کی نیت ہوتی ہے اور اگر دین پھیلانے کا جذبہ اس میں نہیں ہے تو ظاہر بات ہے کہ اس کا ایمان کمزور ہوگا فَھُوَ مِنْ نِّفَاقٍ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔

❖❖❖

---

[1] اذان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت بھی ہے تو کلمات اذان کی تلقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نہیں ہوئی۔ حالانکہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات سُن چکے تھے (فتح الباری وغیرہ) بلکہ صحابہ کرام کے رویاء صادقہ کو تلقین کا ذریعہ بنایا گیا اور اُن کی زبان سے کہلوایا گیا۔ اشھد ان محمدًا رسول اللہ یہ جو قرآن حکیم میں ہے رفعنا لک ذکرک (سورہ ۹۴ الانشراح) (ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا) تو اس سے زیادہ اور اس سے بہتر اس کا مشاہدہ کہاں ہو سکتا تھا۔

خوش تر آں باشد کہ سرِ دلبراں   گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

[2] صحابہ کرام کی خوابیں اُصولاً مشورہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اذان کی مشروعیت و مسنونیت ان خوابوں سے نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اور آپ کی تصدیق سے ثابت ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[3] ترمذی شریف ص۲۶ ج ۱۔